ماہنامہ

علمی و ادبی جریدہ

کاروانِ قمر

کراچی

جولائی/ اگست ۲۰۰۸ء

قمر الاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن پاکستان

حسنِ ترتیب

زیاراتِ فاس

افتخار احمد حافظ قادری

شہر فاس جسے مدینۃ الاولیاء ''اولیاؤں کا شہر'' بھی کہتے ہیں موروکو (MOROCCO) کا تیسرا بڑا شہر اور اس کا شمار موروکو کے چار شاہی شہروں میں ہوتا ہے۔ باقی تین شہر مراکش، رباط اور مکناس ہیں۔ شہر فاس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ فاس البالی ''قدیم فاس شہر'' جو فصیل کے اندر واقع ہے، اسی حصے میں اکثر مزاراتِ مبارکہ ہیں اور دوسرا حصہ فاس الجدید ''نیا فاس شہر'' فاس البالی کو یونیسکو نے عالمی تاریخی ورثہ قرار دیا ہے۔ اس شہر کی بنیاد مولای ادریس اول نے ۷۸۹ء میں رکھی۔

شہر مراکش میں تین دن قیام اور زیارات کا شرف حاصل کرنے کے بعد ۱۴ر نومبر ۲۰۰۷ء دن گیارہ بجے والی ٹرین سے شہر فاس کے لئے روانہ ہوئے۔ مراکش سے فاس کا فاصلہ ۴۸۵ کلومیٹر ہے۔ گاڑی مختلف شہروں، آبادیوں اور سرسبز علاقوں سے گزرتی ہوئی شام ۶ بجے فاس کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔ سامان اٹھایا اور باہر آ کر ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر شہر کے پرانے حصے کی طرف روانہ ہوئے اور باب ''بوجلود'' کے اندر ایک مناسب ہوٹل میں تین دن کے لئے کمرہ کرائے پر حاصل کر لیا۔ صبح سے مسلسل سفر میں رہنے کی وجہ سے کافی تھکاوٹ ہو چکی تھی۔ اس لئے مناسب خیال کیا کہ کھانا وغیرہ کھا کر نماز ادا کرنے کے بعد آرام کریں اور ان شاء اللہ کل سے زیارات کا سلسلہ شروع کریں گے۔ فاس میں بے شمار اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے مزاراتِ مبارکہ ہیں۔ جن اہم و مشہور مزاراتِ مبارکہ پر ہمیں حاضری کا شرف حاصل ہوا، ان کا ترتیب وار تذکرہ کرتے ہیں۔

مولای ادریس ثانی:

سب سے پہلے حضرت مولای ادریس الحسنی (ثانی) کے مزارِ مبارک پر پہنچے۔ آپ مولای ادریس اول کے صاحبزادے ہیں، جو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے ہیں۔ شمالی افریقہ میں ادریسی دورِ حکومت کی بنیاد مولای ادریس اول نے رکھی تھی۔ ادریسی دورِ حکومت ۷۸۹ء تا ۹۸۵ء

پر محیط ہے۔ حضرت مولائی ادریس ثانی کا مزار مبارک نہایت خوبصورت انداز میں تعمیر ہوا ہے۔ فاس میں جس کسی سے پوچھو تو وہ آپ کو فوراً مولائی ادریس کے مزار مبارک کا راستہ بتا دے گا۔ یہاں پر کثرت سے لوگ حاضری دیتے ہیں۔ ہمیں بھی اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہوا، چادر کا نذرانہ پیش کیا، منتظمین حضرات سے ملے جنہوں نے اس بارگاہ کے متعلق معلومات بھی فراہم کیں۔ مزار مبارک کے دوسرے حصے میں ادریسیہ سادات کی قبور ہیں۔ منتظم نے بتایا کہ اب بھی جہاں کوئی ادریسی سادات میں سے فوت ہوتا ہے تو اسے یہاں لاکر دفن کیا جاتا ہے۔ منتظم مزار نے ہمیں آپ کے مزار مبارک کی ایک طویل و عریض سفید چادر پیش کی جسے ہم نے بارگاہِ مولائی ادریس کا قیمتی تحفہ سمجھتے ہوئے خوشی سے قبول کیا۔ مزار مبارک حضرت مولائی ادریس اور اس کا بلند و بالا خوبصورت مینار قابلِ دید ہے۔ بارگاہ مولائی ادریس میں حاضری کے بعد جامع قرویین کی طرف چل پڑے۔ منتظم مزار نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے ایک شخص کو ہمارے ساتھ روانہ کیا کہ وہ جامع قرویین تک ہماری رہنمائی کرے۔

جامع قرویین:

جامع قرویین ''سوق العطارین'' کے قریب واقع ہے۔ اس کا شمار دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹیز اور افریقہ کی بڑی مساجد میں ہوتا ہے۔ امیر گھرانے کے ایک فرد کی بیٹی ''فاطمہ الفہریہ'' نے ۸۵۷ء میں اس کی بنیاد رکھی۔ مرابط حکمران سلطان علی بن یوسف نے ۱۱۳۲ تا ۱۱۴۳ کے درمیان اس کی توسیع کروائی۔ آج کل پھر اس کی تزئین و آرائش کا کام جاری ہے۔ جس وقت ہم پہنچے تو طلباء کی تعطیلات کی وجہ سے مرکزی دروازہ بند تھا۔ ایک صاحب ہمیں دوسرے دروازے سے اندر لے گئے اور تفصیل سے مسجد اور یونیورسٹی کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ ایک مقام بھی دکھایا گیا کہ یہاں پر شیخ اکبر محی ابن عربی رضی اللہ عنہ اپنے قیام فاس کے دوران مقیم رہے۔ اب بھی اس جامع میں ۵۰۰ کے قریب طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ مقام بیک وقت مسجد بھی ہے اور یونیورسٹی بھی۔ مسجد میں اجتماعی طور پر اور بالخصوص جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ سے قبل لوگ تلاوت کلام پاک کرتے ہیں۔ اس مسجد میں بڑے بڑے اولیاء، ادباء، محققین اور علماء حضرات تعلیم حاصل کرتے رہے۔ الحمدللہ! اس تاریخی و بابرکت مسجد میں ایک جمعہ شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور نماز کے بعد خطیب

جناب سیدی غازی الحسینی سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس مسجد میں جمعۃ المبارک والے دن انتہائی ہجوم ہوتا ہے اور یہ طویل و عریض مسجد نمازیوں سے بھری ہوتی ہے۔ جامع قرویین کے بعد زاویہ تیجانیہ کی طرف چل پڑے۔

سیدی احمد التیجانی رضی اللہ عنہ:

سلسلۂ تیجانیہ کے بانی سیدی احمد التیجانی کا اسم مبارک احمد والد کا نام محمد اور دادا کا نام المختار ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

سیدی احمد التیجانی الجزائر کے ایک گاؤں عین ماضی ۱۷۳۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مشہور و معروف عالم دین تھے، جو عین ماضی میں درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک تھے۔ سیدی الشیخ احمد التیجانی انتہائی ذہین و فطین اور خداداد صلاحیت کے مالک تھے، جس کی وجہ سے آپ نے ۷ سال کی عمر میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ کے استادِ محترم محمد بن بافیہ مشہور قاری اور فن تجوید کے استاد تھے۔ شیخ التیجانی ۱۵ سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کے والدین ماجدین اس سرائے فانی سے کوچ فرما گئے۔ سیدی التیجانی نے اپنی تعلیم کو جذبہ اور ہمت سے مکمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۲۰ سال کی عمر میں علم و عرفان کے مرکز شہر فاس تشریف لے آئے۔ یہاں پر آپ نے دنیا کے نامور علماء اور محدثین سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ ظاہری علوم وفنون کی تکمیل کے بعد دنیائے تصوف میں قدم رکھا۔ قادریہ سلسلہ کے ایک عظیم بزرگ سیدی احمد الحبیب بن محمد سے بیعت کی اور روحانی منازل کی تکمیل کے لئے صحرا میں سیدی احمد الحبیب بن محمد کے زاویہ میں خلوت نشین ہو گئے۔ اس مدتِ خلوت کی تکمیل کے بعد حجازِ مقدس روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر الجزائر کے قریب عزوادی کے قصبہ میں قیام فرمایا۔ جہاں پر آپ محمد بن عبدالرحمٰن کے سلسلۂ خلوتیہ میں داخل ہوئے۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد ایک ہندی بزرگ احمد بن عبداللہ سے ان کے خادم کی معرفت ملے۔ ایک روایت کے مطابق شیخ احمد التیجانی نے اکثر روحانی اسرار و تصرفات اسی بزرگ شخصیت سے حاصل کئے۔ اس کے بعد آپ زیارت کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ یہاں پر آپ نے سلسلۂ خلوتیہ کے بانی شیخ عبدالکریم السمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ حضرت شیخ نے آپ کو خوشخبری دی کہ آپ قطب الاقطاب کے منصب پر فائز ہوں گے۔ اس ملاقات کے بعد آپ دوبارہ ایک مقام پر خلوت

نشین ہو کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ ایک روز سیدی احمد التیجانی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور ایک نئے سلسلۂ تصوف کی بنیاد رکھنے کے حکم کے ساتھ لوگوں کی روحانی تعلیم و تربیت کا فریضہ سونپا۔ سلسلۂ تیجانیہ کی ابتداء ۱۷۸۱ء میں ہوئی اور تقریباً ۲۰ سال تک سیدی احمد التیجانی نے صحار، سوڈان اور تیونس کے سفر فرمائے اور سلسلہ کی ترویج کے لئے مختلف مقامات پر زاویے قائم کئے۔ ۱۷۹۸ء میں سیاسی مشکلات کی وجہ سے سید احمد التیجانی کو اپنے آبائی وطن سے ہجرت کرنا پڑی اور آپ بلادِ مغرب کے شہر فاس میں ہمیشہ کے لئے مقیم ہو گئے۔ آپ ۶ ربیع الثانی ۱۲۳۱ھ شہر فاس پہنچے۔ آپ خود بھی قرآن وسنت کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا رہتے اور اپنے خلفاء اور مریدین کو بھی اس کی ہمیشہ تلقین فرماتے۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر لوگوں کی تربیت کے لئے ایک زاویہ کی بنیاد رکھی، جس کو زاویۂ تیجانیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جس کی تعمیر ربیع الاول شریف ۱۲۱۴ھ میں شروع ہوئی اور ایک سال کے اندر یہ زاویۂ مبارک مکمل ہو گیا۔ اس زاویہ مبارکہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، مزار مبارک پیتل کے ایک جالی دار دروازے کے اندر ہے اور مزارِ مبارک پر درود فاتح خوبصورت انداز میں تحریر ہے۔ آپ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ سلام پیش کیا اور زاویہ میں موجود متولی صاحب سے بھی ملاقات کی سعادت کا شرف حاصل ہوا اور انہی کی خصوصی مہربانی سے مزارِ مبارک کا دروازہ کھول کر اندر حاضری اور چادر کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دعا سے فارغ ہوئے تو غینیا کے ایک زائر نے ہم سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ مزارِ مبارک سے تھوڑا ہٹ کر ہم ایک مقام پر بیٹھ گئے، پھر اس شخص نے سلسلۂ تیجانیہ اور سید احمد التیجانی کے بارے میں مفید معلومات فراہم کیں۔ پھر مجھ سے پوچھنے لگا کہ آیا پاکستان میں بھی لوگ اس سلسلہ سے متعارف ہیں یا نہیں۔ جس کے جواب میں اس بندہ نے کہا کہ چونکہ یہ سلسلہ زیادہ تر بلادِ مغرب اور افریقہ میں پھیلا اس لئے پاکستان میں بہت کم لوگ اس سلسلہ سے متعارف ہیں۔

حجرہ سیدی محمد بن سلیمان الجزولی رضی اللہ عنہ:

الوداعی سلام کے بعد ہم مدرسہ الصفارین کی جانب روانہ ہوئے تاکہ سیدی محمد بن سلیمان الجزولی رضی اللہ عنہ کے حجرہ مبارک کی زیارت کریں۔ پیدل چلتے ہوئے ہم چند منٹ میں مدرسہ

الصفارین کے دروازے پر پہنچ گئے۔ اجازت حاصل کی اور اندر داخل ہوئے۔ اب اس مدرسہ میں درس و تدریس کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور اس عمارت کو بطور رہائش استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس میں قروئین یونیورسٹی کے طلباء مقیم ہیں۔ ان طلباء سے بھی ملاقات کی۔ پھر انہی طلباء نے ہمیں سیدی محمد بن سلیمان الجزولی کے حجرہ مبارک کا تعارف کروایا۔ سیڑھیاں چڑھ کر یہ مقام مقدس آتا ہے اور بتایا گیا کہ اسی حجرے میں سیدی محمد بن سلیمان الجزولی نے دلائل الخیرات شریف تحریر فرمائی تھی۔ اس مقامِ مقدس کی زیارت کے بعد گلیوں سے ہوتے ہوئے شہر کی فصیل سے باہر نکل آئے۔ ایک چھوٹے سے ہوٹل میں تھوڑی دیر کے لئے رکے اور مراکشی چائے سے لطف اندوز ہونے کے بعد ٹیکسی میں سوار ہو کر ''باب الفتوح'' کے قبرستان کی طرف زیارات کے لئے چل پڑے۔ ''قبرستان باب الفتوح'' فاس کا قدیم و تاریخی وسیع و عریض قبرستان ہے جس میں بے شمار اولیائے متقدمین و متاخرین آرام فرما ہیں۔

زرعون:

فاس سے زرعون ۷۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، آدھا راستہ پہاڑی علاقے میں شمار ہوتا ہے۔ زرعون کا دوسرا نام مولای ادریس ہے اور اب اکثر لوگ زرعون کو مولای ادریس کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت مولای ادریس کا مزارِ مبارک پہاڑ کی ایک چوٹی پر ہے۔ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے ہیں، حضرت مولای ادریس بلادِ مغرب میں ادریسیہ خاندان کے بانی ہیں۔ عباسی خلیفہ موسیٰ الہادی کے دورِ حکومت میں اپنے ایک وفادار خادم مولیٰ الراشد کے ہمراہ پہلے مصر روانہ ہوئے اور ۱۶۹ھ میں آپ نے بلادِ مغرب کی طرف ہجرت کی۔ یہاں پر بربر قبیلہ ''اوربہ'' کے سردار اسحاق بن محمد نے آپ کا شاندار استقبال کیا اور پھر اسی سردار کی تحریک اور کوششوں سے دوسرے قبائل نے بھی مولای ادریس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ایک شخص سلیمان الشماخ نے یکم ربیع الثانی ۱۷۰ھ آپ کو زہر دیا جس کی وجہ سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ ۱۱۱۰ھ سلطان مولای اسماعیل کے حکم سے مزارِ مبارک کی تعمیر مکمل ہوئی۔ یہاں پر ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو وسیع پیمانے پر محافل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہوتا ہے، اسی طرح ہر سال ۲۶ رمضان المبارک کو ایک محفل منعقد ہوتی ہے جس میں بخاری شریف کا ختم کیا جاتا ہے۔

پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے ہم تقریباً ۲ گھنٹہ میں مولای ادریس پہنچ گئے۔ یہاں پر کثرت سے زائرین حاضری دیتے ہیں۔ مزارِ مبارک کی پوری عمارت انتہائی خوبصورت انداز میں تعمیر کی گئی ہے جو مراکشی طرزِ تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ جس وقت ہم پہنچے تو اس وقت نمازِ ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ نمازِ ظہر ادا کی پھر بارگاہِ مولای ادریس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی بارگاہِ اقدس میں چادر کا نذرانہ پیش کیا، فاتحہ خوانی کی، دعا کے بعد جب روانہ ہونے لگے تو منتظم مزار نے جواباً ہمیں ایک چادر اور خوبصورت موم بتیوں کا تحفہ پیش کیا جسے ہم نے بارگاہِ مولای ادریس کا ہدیہ سمجھتے ہوئے قبول کیا۔ پھر باہر صحن میں دو حسنی ادریسی سادات سے ملاقات کی اور ان سے دعائے خیرو برکت حاصل کی۔ الوداعی سلام کرتے ہوئے احاطۂ مزار سے باہر آئے، ٹیکسی والا بھی انتظار کر رہا تھا ایک ہوٹل میں بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھایا اور شہرِ مکناس روانہ ہوئے۔

مکناس:

زرعون سے مکناس ۳۵ کلومیٹر ہے۔ لیکن پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے ہمیں شہر پہنچنے تک تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔ اس شہر کا شمار بھی مورو کو کے چار شاہی شہروں میں ہوتا ہے۔ مکناس میں ہماری دلچسپی کے مقامات میں صرف سلطان مولای اسماعیل کا مقبرہ تھا، ٹیکسی والے کو یہ مقام معلوم تھا اس لئے وہ شہر میں داخل ہوتے ہی ہمیں مقبرہ مولای اسماعیل لے گیا۔ یہ مقبرہ وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ بڑے بڑے ہالوں سے گزر کر آخر میں مقبرہ آتا ہے جو انتہائی خوبصورت اور فنِ تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ غیر مسلموں کو مقبرہ کے اندر آنے کی اجازت نہیں، وہ باہر دروازے سے ہی اس مقبرہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور فوٹو گرافی کرتے نظر آتے ہیں۔ مقبرہ کے اردگرد دیواروں پر موجودہ حکمرانوں کا شجرۂ نسب تحریر ہے۔ مولای اسماعیل کی قبر کے علاوہ اور بھی بہت سی قبریں ہیں، سب کے لئے فاتحہ پڑھی، مقبرہ سے باہر آئے اور ٹیکسی میں سوار ہو کر فاس روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مقام پر نمازِ عصر ادا کی اور مغرب تک ہم اپنے ہوٹل میں پہنچ گئے۔

بروز جمعۃ المبارک ۱۶ نومبر نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد مزارات پر حاضری کے لئے سب سے پہلے سیدی عبدالقادر الفاسی کے مزارِ مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔ ہمارے ہوٹل سے یہ مقام بہت دور تھا لیکن فصیل کے اندر پیدل چلنے کے علاوہ اور کوئی سواری میسر نہیں ہوتی۔ اس لئے تقریباً

ایک گھنٹہ چلنے کے بعد زاویہ سیدی عبدالقادر فاسی پہنچے تو دیکھا کہ زاویہ بند ہے۔ لوگوں سے پوچھا لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا، بالآخر بادلِ نخواستہ زاویہ کے باہر ہی کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ لیکن ان اولیاء کرام کے بعد از وصال بھی عجب تصرفات ہوتے ہیں کہ اچانک ایک شخص ہمارے پاس آیا اور ہم سے کہنے لگا کہ آپ انتظار کریں میں اس زاویہ کے منتظم کو بلا کر یا زاویہ کی چابی لے آکر آتا ہوں۔ گو کہ اب ہم فاتحہ اور دعا پڑھ چکے تھے لیکن اسے صاحبِ مزار کا تصرف گردانتے ہوئے خاموش ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

کچھ دیر کے بعد وہ شخص اپنے ہمراہ ایک نوجوان کو لے کر آیا اور اسے ہمارے ساتھ ملانے کے بعد خود کہیں چلا گیا، اس نوجوان نے زاویے کا دروازہ کھولا اور ہمیں اندر جانے کی اجازت دی۔ ایک ہی لان میں چار قبورِ مبارکہ ہیں۔ دائیں طرف سے سے پہلے سیدی عبدالقادر فاسی کے والدِ ماجد کی قبر، بائیں جانب سیدی عبدالقادری فاسی کے دو چچا کی قبور اور عین درمیان میں مشہورِ زمانہ محقق حضرت علامہ سیدی عبدالقادر فاسی کا مزارِ مبارک ہے۔ ایک بار پھر ان بزرگوں کے لئے فاتحہ پڑھی اور دعا کے بعد اس نوجوان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے زاویہ سے باہر آ گئے۔ اس کے بعد مسجد اندلس کی زیارت کی یہ مسجد بھی فاس کی قدیم اور تاریخی مسجد ہے، اس کی تعمیر فاطمہ الفہریہ (جس نے مسجد قرویین تعمیر کروائی) کی بہن مریم الفہریہ نے کروائی۔ واپسی پر ایک جگہ ہمیں سیدی محمد جعفر الکتانی کا زاویہ نظر آیا، جو اس وقت بند تھا۔ سیدی مولای الصقلی کے مزارِ مبارک کی طرف جا رہے تھے تو گلی کے موڑ پر اچانک ایک آدمی نے ہمیں روک کر سلام کیا اور کہنے لگا کہ میں نے کل آپ کو زاویہ مولای ادریس میں دیکھا تھا اور آپ لوگ کچھ کتابیں بھی تقسیم کر رہے تھے، پھر وہ پوچھنے لگا کہ کیا آپ نے سیدی العربی الدرقاوی کے مرشد سیدی علی جمال کے مزارِ مبارک کی زیارت کی ہے تو میں نے جواب دیا کہ ان کے مزارِ مبارک کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں۔ جس پر اس شخص نے کہا کہ اگر آپ ان کے مزار کی زیارت کرنا چاہتے ہیں تو پھر میرے ساتھ چلیں، ہم نے اسے غیبی مدد اور صاحبِ مزار کا تصرف سمجھتے ہوئے کہ وہ اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا چاہتے ہیں اس شخص کے پیچھے چل پڑے، اور کچھ ہی دیر میں ہم اس مقام پر حاضر تھے، سلام پیش کیا، فاتحہ شریف پڑھی اور دعا کی۔ بعد میں وہ شخص کہنے لگا آئیں اب میں آپ کو غوث وقت شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ کے خلوت خانہ کی زیارت کروا دیتا ہوں۔ بحمد للہ! اس مقام کی بھی باہر سے زیادہ کا شرف حاصل کیا۔ سامنے ایک مسجد

بھی نظر آئی جس کا نام بھی مسجد ابوشعیب مدین تھا۔ ان مقامات پر حاضری کے بعد اس شخص کا شکریہ ادا کیا اور جامع قرویین میں جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے لئے پہنچ گئے۔ ان مقامات اور مراکش کی دوسری زیارات کی تفصیل دیکھنے کے لئے بندہ کا سفرنامہ زیارات مراکش (مع ۳۸ عدد رنگین نادر و نایاب ودلکش تصاویر) حاصل کرنے کے لئے فون نمبر 0344-5009536 پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اولیائے کرام سے ہماری محبت وعقیدت میں مزید اضافہ فرمائے۔ (آمین)
